عاقبت نااندیشوں کی احمقانہ جنگ

یورپ اور افریقہ میں نہایت ہولناک جنگ ہو رہی ہے۔ قومیں قوموں پر اور ملک ملکوں پر چڑھائی کر رہے ہیں۔ انسان انسان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ آبادیاں ویران ہو رہی ہیں۔ غرض جو کچھ بھی ہو رہا ہے بہت ہی المناک اور تکلیف دہ ہے لیکن کشت و خون کرنے والوں کے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد تو ہے۔ جرمنی دنیا میں جرمن قوم کو سربلند و سرفراز کرنے کے لئے خون و آتش کی خوفناک ہولی کھیل رہا ہے۔ اپنی مملکت کی توسیع کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا چکا ہے۔ پولینڈ ناروے۔ ہالینڈ۔ بلجیم۔ فرانس۔ یوگوسلاویہ اور یونان نے اگر ظلم و ستم کا نشانہ بننا گوارا کیا۔ تو اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے قومی آن کو محفوظ رکھنے کے لئے اور اپنے حقوق کی سلامتی کے لئے برطانیہ جنگ کی آگ میں کودا ہے۔ تو ظلم کا خاتمہ کرنے کے لئے غریبوں کو ظالموں کے پنجۂ ستم سے محفوظ رکھنے کے لئے اور اس اصل کو قائم کرنے کے لئے کہ دنیا میں چھوٹی چھوٹی اور کمزور قومیں بھی بلا خوف و خطر زندہ رہ سکیں۔

غرض جو قوم بھی اس آتشیں ڈراما میں کوئی پارٹ ادا کر رہی ہے۔ وہ کسی نہ کسی مقصد کے پیش نظر۔ اور کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کے لئے۔ لیکن ان جنگوں کے علاوہ ایک اور شرمناک جنگ بھی ہے۔ جو ہندوستان میں لڑی جا رہی ہے۔ اور جس کی غرض و غائت اور جس کا مقصد و مدعا ہزار کوشش کے باوجود معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور جس کے سب پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد اسے احمقوں کی جنگ اور احمقانہ جنگ کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا۔

ہٹلر کے بلقانی ممالک پر حملہ کے ساتھ یورپ کی جنگ میں جو شدت پیدا ہوئی شائد اسی کا کوئی مخفی اثر تھا۔ کہ ہندوستان کی اس بے سروپا جنگ کی آگ میں خطرناک التہاب پیدا ہوا۔ جس کی تفاصیل نہایت درجہ افسوسناک بلکہ شرمناک ہیں۔ اس کی ابتداء ڈھاکہ سے اپریل کے دوسرے ہفتہ کے شروع میں ہوئی۔ اور چند روز کے اندر لاکھوں کی جائیدادیں تباہ ہو گئیں۔ ظالموں نے دو دیہات جلا ڈالے۔ ہندوؤں نے قرآن کریم نذر آتش کئے۔ مساجد جلائیں۔ اور مسلمانوں نے ان کے معابد و مقابر کی بے حرمتی کی بیسیوں ہزار اشخاص بے خانماں ہو گئے۔ اور مخلوق خدا ہزاروں کی تعداد میں اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر قریبی ریاست تریپورا میں نقل مکانی پر مجبور ہوئی۔ اور ابھی تک وہیں سر چھپائے ظالموں کی جان کو رو رہی ہے۔ ان لوگوں کے لئے حکومت بنگال کوشش کر رہی ہے۔ کہ واپس اگر فصلیں وقت پر بو سکیں سرکاری افسران کو اطمینان دلانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اندازہ ہے کہ ڈھاکہ میں کم سے کم ۱۳۹ اشخاص ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ قریباً آٹھ سو اشخاص فساد کرنے کے جرم میں گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جن پر مقدمات چلائے جائیں گے۔

اس کے بعد احمد آباد میں فساد ہوا اور وہاں بھی جان و مال کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ ہندوستان کے اس صنعتی شہر کے متعلق اخبارات کا بیان ہے کہ فساد کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے گویا ابھی ابھی یہاں بم باری ہوئی ہے۔ اس فساد میں ۵۵ اشخاص ہلاک اور قریباً تین سو مجروح ہوئے۔ اور نو سو کے قریب گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

اس سے آگے بڑھ کر بمبئی میں فساد ہوا جس میں اس وقت تک پندرہ اشخاص کی ہلاکت اور ڈیڑھ سو کے قریب لوگوں کے مجروح ہونے کی اطلاعات آ چکی ہیں۔ اور گرفتاریوں کا سلسلہ زور شور سے جاری ہے۔ یہاں بھی مالی نقصان کافی ہوا۔

ان جنگوں پر ہر صاحب عقل و دانش اظہار حیرت کرے گا۔ کیونکہ ان کے نتیجہ میں نہ کوئی قومی مفاد ہے۔ اور نہ ملکی فائدہ۔ نہ انسانیت کی کوئی خدمت ہے اور نہ غریبوں و بے کسوں کی امداد۔ لیکن اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب جنگ وہ ہے۔ جو انہی ایام میں لکھنؤ کے شیعوں اور سنیوں میں ہو رہی ہے یہ لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر ان کے نزدیک اسلام کی حدود حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو دشنام دہی۔ یا ان کی مدح سرائی پر آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ گویا اسلام ان سے صرف یہی چاہتا ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ کو گالیاں دیں۔ یا پھر بازاروں میں دوسروں کو چڑا چڑا کر ان کی مدح کریں۔ دنیا کہاں سے کہاں چلی گئی۔ اسلام کے مفاد کے تقاضوں میں کیا کیا تغیرات واقعہ ہو چکے ہیں۔ اور دنیائے اسلام کے سامنے اس وقت جو خطرات ہیں۔ ان کے پیش نظر ہر مسلمان کے فرائض میں۔ اور اس کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ مگر یہ فدائیان اسلام ابھی تک اپنی ذمہ داریوں کو صرف اپنے کلمہ گو بھائیوں کے سر پھوڑنے تک ہی محدود سمجھے ہوئے ہیں۔ دنیا میں خواہ کچھ ہو۔ اسلامی

ممالک خواہ کس قدر خطرات میں مبتلا ہوجائیں۔ انسانیت پر خواہ مشکلات اور مصائب کے کیسے گھٹا ٹوپ بادل منڈلائیں انہیں کسی چیز سے سروکار نہیں۔ ان کے تباہ کن مقاصد مستقل اور ان کی اغراض غیر متبدل ہیں۔ شیعوں کا فرض صرف اتنا ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ کی شان میں کوئی کلمہ خیر کسی کے موہنہ سے نہ نکلنے دیں۔ اور سنیوں کا یہ کہ ان کے متعلق شیعوں کے خیالات کے اظہار میں جتنی روکیں ممکن ہوں پیدا کرسکیں۔

ان حالات کو پڑھ کر ہندوستان کی بےنصیبی اور بدبختی پر کس قدر افسوس آتا ہے کہ اس میں بسنے والے ایسے نازک وقت میں بھی ان شرمناک مشاغل کو ترک نہیں کرسکتے۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا پتہ

تا اطلاع ثانی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خطوط یا تار بھیجنے کا پتہ یہ ہے۔ معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب کنجیجی جے ریلوے Kunjhi سندھ

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ شہادت ۱۳۲۰ہش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج بھی سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب مولوی عبدالغفور صاحب اور مولوی ابوالعطاء صاحب انبالہ بسلسلہ تبلیغ بھیجے گئے تھے۔ مولوی ابوالعطاء صاحب واپس آگئے۔ مولوی محمد سلیم صاحب مین پوری کے جلسہ میں شمولیت کے لئے اور مولوی عبدالغفور صاحب بیدا در ریاست پٹیالہ میں تبلیغ کے لئے گئے ہیں۔ شیخ عبدالقادر صاحب اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب موگا علاقہ نکیریال میں اور مولوی محمد حسین صاحب کو ضلع سیالکوٹ کے علاقہ متصل ریاست جموں کے تبلیغی دورہ کے لئے بھیجا گیا ہے۔

گذشتہ دو تین روز سے سخت گرمی پڑ رہی ہے۔

ایک اخلاقی فرض

مجلس خدام الاحمدیہ کی آمد کے ذرائع بالکل محدود ہیں۔ کیونکہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت اراکین مجلس سے سلسلہ اور دیگر خلق اللہ سے متعلق ہر قسم کی خدمت کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ مگر حضور کے ارشاد کے ماتحت چندہ پر زور نہیں دیا جاتا۔ تاکہ مجلس ہذا میں شمولیت کے لئے چندہ کی لازمی ادائیگی روک نہ ہو۔ اور ایسا بار نہ ہو جس کو وہ برداشت نہ کرسکیں۔ اس لئے اراکین مجلس سے طوعی طور پر بہت ہی کم چندہ وصول ہوتا ہے جس سے صرف چوتھا حصہ مرکز میں بھیجا جاتا ہے۔ اور اس طرح جو رقم فراہم ہوتی ہے۔ وہ مرکزی ضروریات کے مقابلہ میں بالکل ہی حقیر ہوتی ہے۔ اور قطعاً اس قابل نہیں ہوتی۔ کہ وہ مرکزی اخراجات کی متحمل ہو۔ چنانچہ اسی غرض اور ضرورت کے پیش نظر جناب صدر محترم کی طرف سے ایسے احباب جماعت جن کے پتے دستیاب ہوسکے کو مطبوعہ چٹھی اور ٹکٹ شدہ مطبوعہ کارڈ ارسال کئے گئے تھے۔ تاکہ جواب ارسال کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ مگر افسوس کہ اکثر احباب کی طرف سے تاہنوز جواب موصول نہیں ہوئے۔ ہوسکتا ہے کہ چٹھی مذکورہ ایسے احباب کی خدمت میں بھی ارسال کی گئی ہو جنکی مالی حالت فی الحال اس قابل نہ ہو۔ کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لے سکیں۔ مگر ایسے احباب کی خدمت میں ادب سے گزارش ہے۔ کہ وہ بھی ٹکٹ شدہ کارڈ پر ہی اپنی اس معذوری کی اطلاع بخشدیں۔ تاکہ مزید انتظار باقی نہ رہے۔ اور اگر ایسے دوست جو باوجود استطاعت کے مگر اپنی معروفیات کی وجہ سے اپنے وعدہ کی اطلاع نہیں بخش سکے۔ ان کی خدمت میں بھی معروض ہوں کہ وہ بھی جلد ہی کارڈ پر کر کے ارسال فرمائیں۔ خاکسار عطاء الرحمٰن مہتمم مالی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عالم برزخ میں ہر ایک روح کو جسم ملتا ہے

"روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لئے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہوجاتا ہے۔ مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان علمی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے۔ اور بعض جسم نورانی اور بعض ظلمانی قرار دیئے ہیں۔ جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں۔ انسان کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کیفیت جسم کے علاوہ پاسکتا ہے۔ اور عالم مکاشفات میں اسکی بہت مثالیں ہیں۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے۔ لیکن جنکو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا موجب ہوجاتا ہے۔ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے۔ کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔ غرض میں اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں۔ اور میں زور سے کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۸۸ و ۸۹)

زیادہ جوش زیادہ اخلاص اور زیادہ مستعدی سے کام کرنیکی ضرورت

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

"تحریک جدید کے چندہ کی ادائیگی میں زیادہ جوش زیادہ اخلاص اور زیادہ مستعدی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو شخص ان آخری سالوں میں زیادہ اخلاص دکھلائے گا۔ اگر بالفرض اس سے پہلے سالوں میں کوئی سستی بھی ہوئی ہوگی تو خدا تعالےٰ کہے گا کہ جیسے میں موت کے وقت کے اخلاص کی قدر کیا کرتا ہوں۔ اسی طرح میں اس اخلاص کی قدر کروں گا۔"

جو جماعت خواہ شہری ہو یا زمیندار تحریک جدید سال ہفتم کا چندہ ۳۱ مئی تک مرکز میں سو فی صدی داخل کرے گی۔ اس کے کارکن کا نام خاص طور پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور دعا کے لئے پیش کیا جائے گا۔ مگر جو زمیندار یا شہری جماعت اپنے وعدہ کا کم سے کم ستر فی صدی بھی داخل کرے گی۔ اس کے سیکرٹری مال کا یا اس شخص کا نام بھی جس نے تحریک جدید کے چندہ کے وصول کرنے میں جدوجہد کی ہوگی۔ حضرت کے حضور دعا کے لئے پیش کیا جائے گا۔ پس جہاں ہر جماعت کے سیکرٹری مال تحریک جدید کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کا چندہ سو فی صدی داخل ہوجائے وہاں عہدہ داروں کو بھی بحیثیت جماعت اول تو سو فی صدی ورنہ ستر فی صدی ضرور ادا ہوجانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس غرض کے لئے مئی کے مہینے میں زیادہ اخلاص زیادہ جوش اور زیادہ مستعدی سے احباب سے وصول کرنے اور داخل کرنے کی ضرورت ہے

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

عالم برزخ کے بعض کوائف

از ابوالبرکات مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

(۱۱)

آیت لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ جو اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور جنتی لوگوں کے حق میں ہے اس سے ظاہر ہے۔ کہ موت ایک ہی دفعہ وقوع میں آنے والی ہے۔ اور وہ یہی موت ہے۔ جو دنیا کی زندگی کے خاتمہ کے معنوں میں جسم اور روح کے الگ الگ کر دینے کے لحاظ سے مقرر کی گئی ہے باقی برزخی زندگی اور قیامت کبریٰ کی زندگی دونوں زندگیاں ایک ہی زندگی کی ادنیٰ اور اعلیٰ دو حالتیں ہیں۔ اس کی تصدیق آیت ذیل سے ہوتی ہے یعنی ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون۔ کہ دنیا کی زندگی کے بعد تم پر موت آنے والی ہے۔ اور پھر تم قیامت کو اٹھائے جاؤ گے۔ قیامت کے متعلق یہ کہنا کہ اٹھائے جاؤ گے۔ اور لفظ حیات کی جگہ لفظ بعث رکھنا اسی وجہ سے ہے۔ کہ جس طرح جنین ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت تولد سے ایک نئی زندگی کے لئے جو ایک نئی حالت ہے۔ مبعوث کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی برزخی زندگی کا وجود قیامت کبریٰ کو زندگی کے ایک نئے دور کے لحاظ سے مبعوث کیا جائے گا۔ اور قیامت کبریٰ کا لفظ بھی قیامت صغریٰ کے مقابل رکھا گیا ہے۔ گویا برزخی زندگی جو جنین کی زندگی کے مشابہ ہے۔ وہ قیامت صغریٰ ہے۔ اور برزخ کے بعد کی زندگی جو جنین کے تولد ہونے کے بعد کی زندگی کے مشابہ ہے۔ وہ قیامت کبریٰ ہے۔ انہی معنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کہ من مات فقد قامت قیامۃ بیان ہوا ہے۔ کہ جو شخص مر گیا۔ اس پر موت وارد ہونے سے گویا اس کی موت کے ساتھ ہی اس کی قیامت بھی قائم ہو گئی۔ گویا آپ نے برزخی زندگی کو بھی قیامت میں ہی داخل فرمایا۔ اس لئے برزخی زندگی قیامت کبریٰ کی زندگی اور بعث کے لئے ایک تمہیدی زندگی ہے۔ جیسے دنیا کی زندگی کے لئے جنین کی زندگی تمہید کے طور پر پائی جاتی ہے۔

اور آیت کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون میں اموات سے مراد جیسا کہ جناب اسلم صاحب نے بیان فرمایا ہے اگر دنیوی زندگی سے پہلی حالت جو ایک نیستی کے معنوں میں تھی۔ لی جائے۔ تو احیاکم سے مراد دنیوی زندگی ہوئی۔ پھر یمیتکم سے مراد جسم سے روح کے الگ ہونے کی جو حالت ہے۔ اور اسے موت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ ہوئی۔ تو پھر اس کے بعد ثم یحییکم سے مراد وہی برزخی اور قیامت کی مجموعی حیثیت کی زندگی ہے۔ جو دنیا کی زندگی کے خاتمہ والی موت کے بعد ملتی ہے۔ اور اس اخروی زندگی میں بعث اخروی سے محجوبات زندگی سے انسان نکل کر فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید کے معنوں میں ایک ایسی بصیرت حاصل کرے گا۔ کہ وہ طوعاً کرہاً خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے لئے مجبور ہو جائے گا۔ جیسا کہ ثم الیہ ترجعون اس طرف اشارہ کر رہا ہے

پس اس آیت سے دو حیات اور دو موتوں کا ذکر اور اعتبار سے ہو سکتا ہے۔ اور ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین کا قول بھی اسی اعتبار کے لحاظ سے ہے۔ لیکن خلق الموت والحیوٰۃ کے ارشاد کے ماتحت عالم تو دراصل دو ہی ہیں۔ ایک یہ عالم دنیوی جہاں موت کا قانون مقرر کیا گیا ہے اور دوسرا عالم اخروی جو دائمی حیات اور عدم ممات کی وجہ سے حیات ہی حیات ہے۔ اور یہ مفہوم لفظ موت کے مقدم ہونے اور الحیوٰۃ کے مؤخر ہونے سے مستنبط ہوتا ہے۔ ورنہ ترتیب طبعی کے اقتضاء سے الفاظ کے وہ معنے جو صرف موت اور حیات کے لحاظ سے چاہیئے۔ ان کے لئے لفظ حیات کی تقدیم اور موت کا مؤخر ہونا مناسب تھا جیسا کہ لفظ خلق الموت کا لفظ خلق اس پر دال ہے*

(۱۲)

آیت اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون میں اموات غیر احیاء سے جس موت کے اثبات اور جس حیات کی نفی سے اموات اور غیر احیاء فرمایا گیا۔ وہ اس دنیا کی زندگی اور دنیا کی موت کے لحاظ سے ہے نہ یہ کہ برزخی زندگی کی نفی اس سے ثابت ہوتی ہے۔ اگر برزخی زندگی کے لحاظ سے بھی وہ محض نیستی کی حالت میں ہیں۔ تو پھر اس کا کیا مطلب کہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ وما یشعرون ایان یبعثون کہ وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔ کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت کے نزول کے وقت اگر وہ نیست محض تھے۔ اور برزخی زندگی سے کچھ بھی بہرہ ور نہ تھے۔ تو انہیں ذوی العقول کی حیثیت سے ذکر کر کے زمانہ حال کی قید سے انہیں صاحب شعور کیوں قرار دیا۔ اور اگر بعث کے واقعہ سے جو مستقبل کا واقعہ ہے۔ انہیں بے خبر قرار دیا ہے۔ تو کیا کسی کا مستقبل کے غیبی واقعہ سے بے خبر ہونا۔ اور اسے شعور نہ ہونا اس بات کو مستلزم ہوگا کہ وہ نیست محض کی حالت موت میں ہے۔ اس بے شعوری کے لحاظ سے تو حضرت اسلم بھی یوم بعث کا علم نہ رکھنے سے بے شعور ہی ہیں۔ تو کیا اس سے آپ کی نیستی محض ثابت ہوگی۔

پس اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ برزخی زندگی کے لحاظ سے زندہ بھی ہیں۔ اور ایک حد تک برزخی حالات کے مناسب حال شعور بھی رکھتے ہیں۔ لیکن وہ اس شعور سے محروم ہیں۔ کہ کب اٹھائے جائیں گے اور سورۃ نحل میں قیامت کے واقعہ کو جنین کی تمثیل میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وما امر الساعۃ الا کلمح البصر او ھو اقرب ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئاً وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون۔ اس آیت کریمہ میں پہلے قیامت کا ذکر ہے۔ کہ جب اس کا امر وقوع میں آئیگا تو وہ صرف چشم زدن بلکہ اس سے بھی بہت قریب وقت میں واقع ہو جائے گا۔ پھر بتایا کہ ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کی جو اپنی ہر طرح کی مشیت کو ظہور میں لانے پر قادر ہے۔ قدرت کاملہ کے لحاظ سے ہوگا اس کے بعد بطور مثال اس مضمون کی تذییل میں بیان فرمایا۔ کہ خدا نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا۔ تم اس وقت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اور اس خدا نے تمہارے لئے شنوائی اور بینائی بنائی اور سمجھنے کے لئے دل بنائے۔ جس کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ تم لوگ شکر گزار بن جاؤ*

قیامت کے ذکر کے ذیل میں انسانوں کے تولد کا ذکر کرنا بلحاظ ترتیب اور ربط کے یہ ہے۔ کہ عالم برزخ میں قیامت کے بالمقابل انسانوں کی زندگی کی مثال ایسی سمجھنی چاہیئے۔ جیسے دنیا کی زندگی کے بالمقابل ماں کے پیٹوں میں جنین کی حالت کی زندگی۔ اب جنین کے وجود میں گو اذن۔ عین۔ اور قلب جو محل سمع۔ اور محل بصر اور محل جذبات ہے۔ لیکن دنیا کی زندگی جو جنین کے لئے تولد ہونے کے بعد آنے والی ہے۔ اس کے متعلق اس کی حالت بالکل لا تعلمون شیئاً کی مصداق ہے۔ یعنی عالم دنیوی اور اس کے اندر زندگی گزارنے کے جو اسباب اور طریقے ہیں۔ ان کے متعلق وہ کسی چیز کا بھی علم نہیں رکھتا۔ پھر جب وہ تولد ہوتا ہے۔ تو اس دنیا کی زندگی میں اس کے لئے سورج چاند ستاروں۔ گیسوں اور لیمپوں کی روشنی پائی جاتی ہے۔ تا وہ اپنی آنکھ کو جو اپنے ساتھ لایا۔

حقیقی مساوات کی تعلیم اسلام میں ہے نہ کہ ویدک دھرم میں

اس دُنیا کی روشنی سے بصورت استعمال فائدہ اٹھائے۔ اور دُنیا کی زندگی کا وہ پہلو جو آنکھ کے استفادہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ انسان اس کے لحاظ سے آنکھوں کے ذریعے فائدہ اٹھائے اسی طرح وہ پہلو جو کانوں کے استفادہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس کے لحاظ سے کان اور ہوا اور کلام اور سمع کے تناسب کے ذریعے فائدہ اٹھائے۔ اور پھر جو کچھ اور جو سے دل کی فہید اور تدبر اور تفکر کے ذریعے اس کے نافع اور ضار پہلو جو شاخ در شاخ اور تقسیم در تقسیم کثرت کے ساتھ ایک ذخیرہ کی صورت میں اسے معلوم اور محسوس ہو سکیں۔ اس کی بناء پر نافع پہلوؤں سے فائدہ اٹھانے والا ہے۔ اور ضار پہلوؤں سے اجتناب کرنے والا ہو۔

اسی طرح اور بالکل اسی طرح انسان برزخی زندگی میں جو جنین کی زندگی کے مشابہ ہے نہیں جانتا کہ برزخ کی زندگی کے بعد قیامت کبریٰ کی زندگی کے حالات اور وہاں کی زندگی کے قیام اور بقاء کے لئے اسباب کس صورت میں پائے جائیں گے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے سورہ سجدہ میں فرمایا۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ یعنی کوئی نفس نہیں جانتا۔ کہ کیا کچھ اس کے لئے مخفی رکھا گیا ہے۔ بلحاظ آنکھوں کی ٹھنڈک اور کامیابی کے یعنی ان اعمال کی جزا کے لحاظ سے جو لوگ دُنیا میں کرتے رہے۔ اسی آیت کی تفسیر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ایک بہت بڑی صداقت اور حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ بہشت کی نعماء مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر کے معنوں میں ہونگی۔ اس آیت اور اس حدیث سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ عالم آخرت کی نعمتیں اور باغ اور پھل دنیوی نعمتوں اور باغوں اور پھلوں کی طرح نہ ہوں گے۔ ورنہ لوگوں نے یہ باغ اور پھل تو دیکھے اور سنے ہوئے اور دلوں نے خوب سمجھے ہوئے ہوں گے۔

ویدک دھرمی عبادت میں امتیاز

فی الحقیقت وہی انسان انسان کہلانے کا صحیح معنوں میں حقدار ہے۔ جو اپنے خالق و مالک کی عبادت کرتا ہے۔ لیکن اس کے متعلق بھی ویدک دھرم نے حد بندی کردی ہے۔ اتری دھرم شاستر ادھیائے ۱ شلوک ۱۹ میں لکھا ہے۔ "اگر شودر کہیں جپ (ذکر الہٰی) یا ہوم کرتا ہوا پایا جائے۔ تو راجہ فوراً اس کو قتل کرائے کیونکہ شودر کا جپ اور ہوم کرنا ویسے ہی پوری حکومت کو تباہ کر دیتا ہے۔ جیسے پانی کی موٹی دھار آگ کو تباہ کردیتی ہے۔" گویا اگر کہیں شودر چھپ چھپا کر بھی عبادت کرتا ہوا پایا جائے۔ تو بھی اسے فوراً تباہ کر دیا جائے۔ آگے دیکھئے کرشن یجر وید ورق ۲۳۱ "شودر چونکہ برہما کے پاؤں سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے اسے یگیہ وغیرہ کرنے کا کوئی حق نہیں" پھر کرشن یجر وید کپشٹھل سنگتا میں لکھا ہے۔ "شودر کبھی بھی اگنی ہوتر نہ کرے"۔

ماحصل یہ کہ شودر کو کوئی بھی عبادت کرنے کا حق نہیں۔ بلکہ اس کا عبادت کرنا وہ جرم ہے جس کی سزا اس کی موت ہے۔

اسلامی عبادات میں مساوات

گو عبادت الٰہی کے متعلق اسلامی احکام ملاحظہ ہوں۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاستبقوا الخیرات۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی ہم نے سب چھوٹے بڑے یعنی ہر طبقے کے انسانوں کو محض عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اے مسلمانو سب کے سب نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو عبادت وغیرہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اور یاد رکھو تم میں سے خدا کے نزدیک وہی معزز ہے جو تم میں سے زیادہ نیک ہے۔

یہ ارشادات ان تمام انسانوں کے لئے ہیں۔ جو اسلام میں داخل ہوں۔ خواہ وہ کسی قوم اور کسی نسل کے ہوں۔ ان میں قطعاً کوئی امتیاز نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی عبادات میں مساوات جس شان و شوکت سے پائی جاتی ہے۔ ویدک دھرم تو کیا دنیا کا کوئی مذہب بھی اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا بسا اوقات مسجد میں اگلی صفوں میں غربا اور طلبا کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر بڑے بڑے رئیس اور نواب بعد میں آکر ان غرباء کی جوتیوں کو اپنے ہاتھوں سے ایک طرف کر کے وہیں کپڑا بچھا کر اس پر عبادت الٰہی شروع کر دیتے ہیں۔ کیا کوئی اور مذہب ہے جو ایسی مثال پیش کرسکے ہرگز نہیں۔ مساوات کے جانی دشمن ویدک دھرم کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

ویدک دھرمی تعزیر میں امتیاز

چونکہ اکثر جرائم ایسے ہوتے ہیں جن کے بدلے مجرم کو سزا دینا ہی اس کی اصلاح اور امن عامہ کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے ہر مذہب نے ایسے مجرموں کی سزائیں مقرر کی ہیں۔ لیکن ویدک دھرم نے اس میں بھی اونچ نیچ کا امتیاز قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ گوتم دھرم شاستر ادھیائے ۱۲ و منو دھرم شاستر ادھیائے ۸ میں لکھا ہے۔

"اگر برہمن چھتری کی تحقیر کرے تو اسے پچاس روپے جرمانہ اگر ویش کی تحقیر کرے تو پچیس روپے اور اگر شودر کی تحقیر کرے۔ تو اس پر کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں ہے۔ لیکن اگر شودر برہمن چھتری یا ویش کی تحقیر کرے تو فوراً اس کا وہ عضو کاٹ ڈالو جس سے اس نے تحقیر کی ہے"۔

"اگر شودر باقی تینوں ذات والوں میں سے کسی کی تحقیر کرے۔ تو اسے جان سے مار ڈالو۔ کیونکہ وہ نیچ تو پیدا ہی برہما کے پاؤں سے ہوا تھا"۔

قتل کے متعلق ملاحظہ ہو گوتم دھرم شاستر ادھیائے ۲۳ "اگر برہمن کو کسی اور ذات کا آدمی قتل کر دے۔ تو اس قاتل کو آگ میں جلا دو۔ لیکن اگر برہمن شودر کو قتل کردے تو ایک سال تک اپنی عورت سے علیحدہ رہے۔ اور ایک بیل کو دے دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔"

زنا کی سزا کے متعلق ملاحظہ ہو منو دھرم شاستر شلوک ۱۵۶ اور وسشٹھ دھرم شاستر ادھیائے ۲۱ "اگر برہمن شودر عورت کے ساتھ زنا کرے۔ تو وہ پندرہ دن جو کھائے اور گائے کا پیشاب پینے سے بالکل پاک اور معصوم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر شودر برہمنی کے ساتھ زنا کرے تو اسکو گھاس میں لپیٹ کر آگ میں ڈال کر جلا ڈالو"۔

بعض جرم ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی سزا پھانسی ہوتی ہے ایسے جرم کے متعلق ملاحظہ ہو منو دھرم شاستر ادھیائے ۸۔

"برہمن کے علاوہ اور ذاتیں اگر ایسا جرم کریں۔ جن کی سزا موت ہی ہو۔ تو انہیں فوراً مار دیا جائے۔ لیکن اگر وہی جرم برہمن کرے۔ تو اس کے سر کے بال منڈوا دو۔ برہمن کو مارنے کے برابر کوئی گناہ روئے زمین پر نہیں ہے۔ اس لئے راجہ برہمن کو مارنے کا کبھی خیال تک نہ دل میں نہ لائے"۔

بخوف طوالت اسی پر اکتفا کرتے ہوئے عرض ہے۔ کہ انہی حوالوں سے اندازہ لگایا جائے کہ ویدک دھرم میں تعزیر کے متعلق کس قدر امتیاز روا رکھا گیا ہے۔

اسلامی تعزیر میں مساوات

اس کے مقابلہ میں اسلام نے جس طرح اور معاملات میں حق و انصاف کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے مساوات کو اعلےٰ طریق سے قائم کیا ہے۔ اسی طرح مجرموں کی سزا کے بارے میں بھی بے نظیر نمونہ دکھایا ہے ہر جرم کی سزا ہر گورے کالے کے لئے یکساں ہے کسی قوم یا خاندان کو ایک ذرہ بھر بھی رعایت نہیں دی گئی۔ مثلاً زناکاری کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ کہ زانی مرد اور زانی عورت کو ایک ایک سو کوڑے مارو۔ اب یہ سزا ایسی ہے۔ کہ جس میں کسی کا استثناء نہیں۔

ابوداؤد اور ترمذی کی کتاب الحدود میں ایک حدیث آتی ہے۔ کہ مخزوم قبیلہ کی ایک معزز عورت نے چوری کی اور مطابق احکام اسلام اس کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ ہوا۔ اس وقت بعض صحابہ کی رائے ہوئی۔ کہ حضور کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ اس معزز عورت کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ مگر یہ کہنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے اسامہ بن زید کو جس سے حضور بہت پیار کرتے تھے بھیجا اس نے جا کر حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ اس پر حضور انور نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا لو انّ فاطمۃ بنت رسول اللہ سرقت لقطعت یدھا یعنی اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی۔ تو میں ضرور اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ اسلام نے تعزیر میں بھی مساوات کو کس شان سے قائم کیا ہے۔

خاکسار ناصر الدین عبداللہ وید بھوشن

مختلف مقامات میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

حیدرآباد دکن

الحمد للہ کہ جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم احمدیہ جوبلی ہال حیدرآباد دکن میں بصدارت عالی جناب پنڈت سری پت راؤ صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ منایا گیا۔ ہال پبلک سے بھرا ہوا تھا جس میں ہندو مسلمان و دیگر مشرب کے ذی علم اصحاب شامل تھے۔ مولوی محمد عبدالقادر صاحب صدیقی سیکرٹری دعوۃ وتبلیغ نے قرأت ونظم کے بعد اغراض ومقاصد جلسہ مختصر وجامع الفاظ میں بیان کئے۔ اور ان مقامی غیر مسلم اصحاب کا خاص طور پہ ذکر کیا۔ جو جماعت احمدیہ کے اہتمام میں اس نوعیت کے منعقد شدہ جلسوں میں بہ حیثیت صدر ولیکچرار سرگرم حصہ لیتے رہے۔ ان میں دیوان بہادر آراموداہنگار صاحب ایڈوکیٹ۔ راجہ بہادر بشیشر ناتھ صاحب رکن جوڈیشنل کمیٹی۔ پنڈت چوہدری ڈگمبر داس صاحب آنجہانی۔ رائے ست گرو پرشاد صاحب وکیل ہائی کورٹ۔ پنڈت لکشمی نارائن صاحب وکیل ہائی کورٹ وبی رام کشن راؤ صاحب وکیل ہائی کورٹ وغیرہم شامل ہیں اس کے بعد مولوی محمد عبدالقادر صاحب مچھلی بندری منتظم دفتر صدر مجلسی نے تعلیم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جامعیت و فضیلت کے مختلف پہلو دلکش انداز میں پیش کئے۔ یہودیت ومسیحیت کی تعلیم کے نمونے مثالاً پیش کرتے ہوئے اسلامی متبادل تعلیم کے حسن کو نمایاں کیا۔ ازاں بعد مولوی محمد لقمان صاحب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلےٰ شخصیت۔ بانیان مذاہب کی تعظیم وتکریم۔ غیر اقوام کے ساتھ رواداری و امور مشترکہ میں تعاون پر تعلیم اسلام کو صاف وسلیس الفاظ میں حاضرین کے ذہن نشین کیا عالی جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر ایڈوکیٹ نے ن۔ والقلم و مایسطرون کی لطیف تفسیر فرماتے ہوئے ان تحریری بیانات کا حوالہ دیا۔ جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اشد مخالفین شدت عناد کے باوجود یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں صداقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ کے محکم کریکٹر کو پیش کیا۔ اور خلق عظیم کے ذیل میں آنحضور کا سلوک اپنے دشمنوں کے ساتھ پیش کیا۔ اور متعدد امثلہ کے ذریعہ بنی نوع انسان کے ساتھ آپ کی لامتناہی ہمدردی وشفقت ثابت کی اور بیان کیا۔ کہ صلح حدیبیہ کا واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ مکہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر محبت تھی۔ یہ دلپذیر تقریر ۹½ بجے ختم ہوئی۔ جس کے بعد جناب صدر صاحب نے تقریر کی جس میں فرمایا کہ حضرت پیغمبر اسلام کی تعلیم جو مساوات انسانی وتوحید باری تعالےٰ کے متعلق ہے۔ اس قابل ہے۔ کہ اس کی تقلید کی جائے۔ ہر اچھی بات کی تقلید ضروری ہے۔ خواہ وہ کہیں پائی جائے اس لئے اس کے حاصل کرنے میں ہندو بھائیوں کو عذر نہ ہونا چاہیئے۔ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا جو منصب ظاہر فرمایا ہے۔ وہ ہماری کتب کے لحاظ سے اوتار کے مفہوم کے ساتھ خفیف سے تغیر کے بعد ملتا ہے۔ اوتار کا مطلب یہ ہے کہ گرے ہوؤں کو اٹھایا جائے۔ اور کوئی شک نہیں کہ پیغمبر اسلام نے یہ کام کیا میری اپنی معلومات کی بنا پر حضرت پیغمبر علیہ السلام کی ذات سے جو عقیدت و محبت تھی اس میں اس جلسہ کی تقریروں نے بہت اضافہ کیا۔ اور میں انجمن احمدیہ کا مشکور ہوں کہ اس نے مجھ جیسے انسان کو صدر منتخب کرکے استفادہ کا موقعہ دیا۔ اس کے بعد حاضرین وصدر صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار سیکرٹری دعوۃ وتبلیغ حیدرآباد دکن

محمد آباد سندھ

یہاں زیر صدارت میاں عبدالرحیم احمد صاحب لوکل ایجنٹ سندھ سیرۃ النبی کا جلسہ کیا گیا۔ جس میں نو اصحاب نے سیرت نبوی پر تقریریں کیں۔ تقریباً پچاس احباب باہر سے آنے والے جن میں مختلف اقوام کے افراد اور بہت سے سندھی بھی تھے شریک جلسہ ہوئے۔ انگریزی۔ اردو۔ اور گورمکھی کے بڑے سائز کے ٹریکٹ تقریباً چالیس تقسیم کئے گئے۔

خاکسار۔ محمد صدیق سیکرٹری تبلیغ

بھیرہ

یہاں سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ بعض وجوہات سے ۱۶/۹ ۴۱ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت میاں عبدالرشید صاحب کیا گیا۔ جس میں میاں مشتاق احمد صاحب ایم۔ اے۔ حاجی عبداللہ صاحب نثار۔ ماسٹر امام علی صاحب۔ اور ملک محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی۔ بعد میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب مقدسہ سے بتایا۔ کہ حضور کو اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی۔

خاکسار۔ محمد فضل الٰہی نائب امیر

چک ۳۵ جنوبی ضلع سرگودہا

چک ہذا میں سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ ایک غیر احمدی کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ خاکسار منشی محمد اسمٰعیل نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلاموں کے ساتھ برتاؤ کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ چوہدری عطاء اللہ صاحب آبادکار نے بزبان پنجابی نہایت مؤثر پیرایہ میں تقریر کی۔ جس کا سامعین پر نہایت اعلےٰ اثر ہوا۔ دوران جلسہ میں حاضرین نے (جو کہ قریباً سب غیر احمدی مسلمان تھے) تمسخر واستہزا سے بھی کام لینا چاہا۔ مگر صاحب صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں ان کے اس رویہ کے متعلق بہت زجر وتوبیخ سے کام لیا۔ کہ مسلمان ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل سننا بھی پسند نہیں کرتے تعداد حاضرین قریباً ۳۰ تھی۔

خاکسار منشی محمد اسمٰعیل سیکرٹری جماعت احمدیہ چک

سانتا کولم (جنوبی ہند)

احمدیہ مسجد کے وسیع احاطہ کے سامنے جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ مقامی سب رجسٹرار جو ایک ہندو گریجویٹ ہیں صدر تجویز ہوئے صاحب صدر کی افتتاحی واختتامی تقاریر کے علاوہ خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ۔ اسلامی جہاد اور اسلام کی تعلیم مشتمل بر اخوت پر تامل میں تقریر کی۔ غیر احمدی مسلمان امید سے زیادہ تعداد میں شامل ہوئے۔ معزز مہمانوں کی سوڈا لیمونیڈ سے تواضع کی گئی۔

خاکسار۔ عبداللہ مالاباری

سونگھڑہ

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ سالچور مقام میں منعقد ہوا۔ پریذیڈنٹ جناب بالو پٹ نائند میسر بی۔ اے۔ ڈی۔ ای۔ ڈی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ہوئے۔ خانصاحب سید ضیاء الحق صاحب امیر پروشنل انجمن احمدیہ اڑیسہ نے انگریزی میں جنگ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا ہدایات بیان فرمائیں۔ مولوی سید عبدالحلیم صاحب نے قرآن کریم سے جنگ کے تین اصول بیان فرمائے۔ اس کے بعد ایک ہندو گنگا دھر نائک نے اڑیہ زبان میں تقریر کی اور حضور کی سوانح عمری پر کافی روشنی ڈالی اور ایک ہندو نے تقریر کی۔ سامعین میں مسلمان اور ہندو ہائی سکول کے کثیر تعداد میں طلباء شریک ہوئے خدا کے فضل سے جلسہ بخیر وخوبی سے ختم ہوا۔ جناب پریذیڈنٹ صاحب نے بھی انگریزی میں تقریر کی۔ اور سامعین کو اپنے کلمات سے محظوظ کیا۔

خاکسار سید مبشر الدین احمد سیکرٹری خدام احمدیہ سونگھڑہ

بیرونی مجالس اطفال احمدیہ کو اطلاع

اطفال احمدیہ قادیان کے ورزشی مقابلوں کی رپورٹ اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ بیرونی مجالس اطفال احمدیہ کو چاہیئے کہ اپنے ہاں اسی قسم کی کھیلیں رائج کر کے ورزشی مقابلوں کا انتظام کریں۔

نیز یاددہانی کے لئے تحریر ہے۔ کہ گیارہ سے پندرہ سال کے اطفال کا امتحان ماہ جون کے آخر میں انشاء اللہ ہوگا۔ جس کے لئے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے پہلے ۴۸ صفحے مقرر ہیں۔

خاکسار۔ مہتمم اطفال

اطفال احمدیہ قادیان کے ورزشی مقابلے

اطفال کا ورزشی مقابلہ اپنی قسم کا پہلا مقابلہ تھا۔ جس میں جسمانی ورزشوں کے ساتھ نفسیاتی تجزیہ کا پہلو بھی نمایاں تھا۔ جہاں مختلف چھلانگیں دوڑیں تیرنا وغیرہ جسمانی ورزشوں سے تعلق رکھتا تھا۔ وہاں رنگوں میں امتیاز۔ مختلف چیزوں کو چکھنا۔ سونگھنا نفسیاتی خصوصیات کو نمایاں کرتا تھا۔ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ بچوں نے تمام کھیلوں میں توقع سے بڑھ کر حصہ لیا۔ گذشتہ مجلس مشاورت کے موقع پر چونکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ بچوں کو ایسی کھیلیں کھلانی چاہئیں جن سے ان کے سونگھنے۔ سننے۔ چکھنے۔ دیکھنے کے حواس تیز ہوں۔ اس لئے اس ٹورنامنٹ میں روک دوڑ میں پیاز پودینہ۔ تمباکو۔ اور سنترے کے ٹکڑے کپڑے کے ٹکڑوں میں باندھ کر رکھ دیئے گئے تھے جن پر نمبر لگے ہوئے تھے۔ جب مقابلہ میں شامل ہونے والے بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے تو ان کو نمبروں والے کاغذ دیئے گئے تاکہ وہ ان چیزوں کو سونگھ کر معلوم کریں کہ کس نمبر میں کونسی چیز تھی۔ اسی طرح نشادر اور تین مختلف نمک پیس کر رکھے گئے۔ نیز اصلی گھی اور نباتاتی گھی کے نمونے بھی رکھے گئے تا انہیں چکھ کر شناخت کریں۔

مشاہدہ و معائنہ میں پندرہ مختلف چیزوں کے چوٹیسٹ رکھے گئے۔ مقابلہ میں شامل ہونے والوں کو صرف ایک منٹ تک ان چیزوں کو دیکھنے کی اجازت تھی جس کے بعد انہیں بیس گز کے فاصلہ پر جا کر ایک کاغذ پر ان چیزوں کے نام لکھنے تھے۔ اس قسم کے مقابلے ہر چیز کو توجہ سے دیکھنے اور یاد رکھنے کی عادت پیدا کرنے کے لئے نہایت مفید ہیں۔

رنگوں کے امتیازات کے مقابلہ میں عقل و عام و اقفیت۔ اور نظر کا امتحان تھا۔ مختلف قسم کے دس رنگوں کے کپڑے مقابلہ میں شامل ہونے والے بچہ کے سامنے باری باری لائے جاتے اور اس سے امید کی جاتی کہ وہ ایک منٹ میں رنگوں کو دیکھ کر علی الترتیب ان کے نام لکھ دے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آواز اونچی کرنے کی طرف کئی دفعہ توجہ دلائی ہے۔ اس ٹورنامنٹ میں اونچی آواز کا بھی مقابلہ رکھا گیا۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ اس مقابلہ میں جن بچوں نے حصہ لیا۔ ان میں سے اکثر توقع سے زیادہ اونچی آواز رکھتے تھے۔ بعض کی آواز تو دو سو پچاس گز کے فاصلہ پر بھی نہایت صاف سنی گئی۔

پیغام رسانی کا مقابلہ بھی نہایت دلچسپ ثابت ہوا۔ جس میں حصہ لینے کے لئے مختلف مجالس کے پانچ پانچ نمائندے لئے گئے تھے۔ جن میں سے ہر ایک بچے نے اپنی مجالس کے اس دوسرے بچے کو وہ پیغام پہنچایا تھا۔ جو سب مجالس کے ممبروں کو بیک وقت دیا گیا پیغام یہ تھا "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو بروز جمعہ توام پیدا ہوئے" مگر ان الفاظ میں تمام مراحل طے کرنے کے بعد آخری بچوں تک پہنچنے میں کئی تغیر ہو گئے۔ آخر وقت اور صحت پیغام کے لحاظ سے اول دار الفتوح اور دوم مسجد مبارک رہے۔ اول نے یہ پیغام پہنچایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸۳۹ء کو بروز جمعہ پیدا ہوئے۔ دوم نے یہ پیغام دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۳ فروری ۱۹۳۹ء بروز جمعہ توام پیدا ہوئے۔

مینڈھے کی لڑائی۔ کراس پٹ جمپ۔ اور پول والٹ بھی دیکھنے اور کھیلنے والوں کے لئے نہایت دلچسپی کا موجب تھے۔ مؤخر الذکر کھیل میں عبد المالک مہتہ مسجد مبارک اور حمید احمد خواجہ محلہ دار الرحمت کے درمیان مقابلہ نہایت سخت ہوا۔ جھنڈا جیتنے کی جنگ اور جرأت مشکلات پر عادی ہونے کے لئے ہمت اور عقل کے استعمال کی نہایت عمدہ مثال تھی۔ صاحبزادہ مرزا نسیم احمد مسجد مبارک اور مصلح الدین بورڈنگ تحریک جدید کو مجموعی طور پر اچھا رہنے کی وجہ سے خاص انعامات دیئے گئے۔ محمود احمد دار البرکات جو اطفال احمدیہ کا جنرل سکرٹری ہے۔ اور ایک تقریری مقابلہ میں اول انعام حاصل کر چکا ہے اور اب جس نے ایک کھیل میں سبقت حاصل کی اسے خاص انعام دیا گیا۔

تمام مقابلوں میں اول و دوم رہنے والوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

نام کھیل	اول	دوم
دوڑ سو گز	صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب مسجد مبارک	مصلح الدین بورڈنگ تحریک جدید
اونچی چھلانگ	عبد اللطیف دار الفتوح چار فٹ دو انچ	مرزا نسیم احمد مسجد مبارک چار فٹ ایک انچ
تین ٹانگ کی دوڑ	سلیم احمد و سمیع اللہ دار الفضل	غلام مجتبیٰ و محمد اجمل مسجد مبارک
اونچی آواز	برکات الرحمن دار البرکات	بشارت احمد دار العلوم
لمبی چھلانگ	محمود احمد دار البرکات ۱۳ فٹ ۱۰ انچ	مرزا نسیم احمد مسجد مبارک ۱۳ فٹ سات انچ
روک دوڑ	طاہر محمود دار العلوم	صاحبزادہ مرزا وسیم احمد
مشاہدہ و معائنہ	عبد الرشید دار الفتوح	صلاح الدین بورڈنگ تحریک جدید
رنگ کا امتیاز	بشارت احمد بورڈنگ مدرسہ احمدیہ	عبد العزیز بورڈنگ تحریک جدید
پول والٹ	عبد المالک مہتہ مسجد مبارک ۷ فٹ	حمید احمد دار الرحمت ۶ فٹ ۹ انچ
دوڑ ۲۲۰ گز	مصلح الدین بورڈنگ تحریک جدید	محمود احمد دار الرحمت
پیغام رسانی	دار الفتوح	مسجد مبارک
کراس پٹ جمپ	مرزا نسیم احمد مسجد مبارک	محمد یحییٰ دار الفتوح
مینڈھے کی لڑائی	محمود احمد دار الرحمت	مصلح الدین بورڈنگ تحریک جدید
اندھے کا چھونا	اندرونی محلہ جات و بیرونی محلہ جات کا مقابلہ ہوا۔	جس میں بیرونی محلہ جات جیت گئے
تیرنا	مصلح الدین بورڈنگ تحریک جدید	احمد بخش دار الشیوخ

جھنڈا جنگ ۳۰ آپس میں ہائی سکول کے تیس اور مدرسہ احمدیہ وغیرہ کے تیس بچے شامل ہوتے۔ مؤخر الذکر جیت گئے

محبوب عالم خالد مہتمم اطفال احمدیہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تبلیغی خط والیہ بھوپال کے نام

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت کے ابتداء میں مختلف والیان ریاست اور امراء کو تبلیغی خطوط کا جو سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس میں ایک خط والیہ بھوپال نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کے نام بھی تھا۔ یہ خط حضور نے ۱۶ ستمبر ۱۹۱۴ء کو لکھ کر ایک خاص پیغامبر کے ہاتھ روانہ فرمایا تھا اور ابھی تک ہمارے لٹریچر میں شائع نہیں ہوا۔ اب ہم نے اسے رسالہ ریویو اردو بابت ماہ مئی ۱۹۴۱ء میں شائع کیا ہے۔ یہ خط تبلیغی نقطہ نگاہ سے نہایت مؤثر ہے۔ جو اصحاب رسالہ کی سالانہ خریداری منظور کریں گے۔ اور ایک سال کا چندہ مبلغ تین روپیہ پیشگی ارسال کریں گے۔ ان کو یہ پرچہ مفت دیا جائے گا۔

مینجر ریویو اردو قادیان

ملازمت کے خواہشمند احباب کیلئے نادر موقعہ

دہلی میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ماتحت بہت سے دفاتر ہیں۔ اُن دفاتر میں آئے دن کلرکوں کی اسامیاں خالی ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ان اسامیوں کے پُر کرنے کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک مقابلہ کا امتحان مقرر کر رکھا ہے جو کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی زیر نگرانی ہر سال ہوتا رہتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے احمدی نوجوانوں کی باوجود دیکھ ہر سال اعلان کیا جاتا ہے۔ اس امتحان کی طرف بہت ہی کم توجہ ہے۔ حالانکہ ملازمت کے متلاشی نوجوانوں میں سے اکثر ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اگر وہ توجہ، کوشش اور ہمت سے کام لیتے تو اس امتحان میں انہیں کامیابی حاصل کر لینا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ اب پھر چند دن ہوئے فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی طرف سے اعلان ہوا ہے۔ کہ اس کی زیر نگرانی گورنمنٹ آف انڈیا کی سکرٹریٹ اور اس کے ملحقہ دفاتر نیز آرمی ہیڈ کوارٹرز میں کلرکوں کی بھرتی کیلئے ایک مشترکہ مقابلہ کا امتحان مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۴۱ء منعقد ہوگا۔ اس امتحان کیلئے چند ایک ضروری شرائط اطلاعاً درج ذیل کی جاتی ہیں۔ امید ہے۔ ایسے احمدی نوجوان جو کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر میں ملازمت کے خواہشمند ہوں اور ان شرائط کو پورا کر سکتے ہوں وہ ضرور اس امتحان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

۱۔ امتحان کیلئے درخواستیں صرف کمیشن کے مطبوعہ فارموں پر دی جا سکتی ہیں۔ ایسی تمام درخواستیں معہ تمام مطبوعہ سرٹیفکیٹوں وغیرہ کے ۲۲ر مئی ۱۹۴۱ء تک کمیشن مذکور کے سیکرٹری کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

۲۔ امتحان کی فیس داخلہ پندرہ روپیہ ہے۔ جو کہ درخواست کے ساتھ بھیجی جائے۔

۳۔ امتحان کیلئے مندرجہ ذیل مقامات سنٹر مقرر کئے گئے ہیں:۔

الہ آباد۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ اور مدراس

۴۔ امتحان میں شامل ہونے والے امیدواروں کی تاریخ پیدائش یکم جولائی ۱۹۲۲ء سے پہلے اور یکم جولائی ۱۹۲۴ء سے بعد کی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہاں ایسے امیدوار جن کی تاریخ پیدائش یکم جولائی ۱۹۲۲ء سے پہلے کی تو ہے۔ مگر یکم جولائی ۱۹۱۷ء سے پہلے کی نہیں۔ وہ صرف آرمی ہیڈ کوارٹرز میں ملازمت کے لئے درخواست کر سکتے ہیں۔

۵۔ امتحان میں شامل ہونے کے لئے کم از کم تعلیمی معیار میٹرک یا اس کے برابر کا کوئی امتحان ہونا چاہیئے۔

۶۔ ایسے امیدوار جنہوں نے میٹرک یا اس کے برابر کا کوئی امتحان دیا ہو۔ مگر ابھی تک اس کا نتیجہ نہ نکلا ہو وہ بھی درخواست کر سکتے ہیں۔ کمیشن ان کی درخواستیں اس شرط پر منظور کریگی۔ کہ انہیں (یعنی کمیشن کو) نتیجہ کی اطلاع متعلقہ کاغذات کے ہمراہ بعد میں یکم اکتوبر ۱۹۴۱ء تک دیدی جائے۔

۷۔ ایسے امیدوار جو اس وقت بھی گورنمنٹ ملازم ہیں اگر وہ امتحان کی شائع شدہ شرائط پوری کر سکتے ہوں۔ تو وہ بھی اس امتحان میں شامل ہو سکتے ہیں۔

۸۔ نیز ایسے امیدوار جو کہ اسی قسم کے پچھلے امتحان منعقدہ ۵ر دسمبر ۱۹۴۰ء میں شامل ہو چکے ہیں۔ وہ بھی اگر چاہیں۔ تو پچھلے امتحان کے نتیجہ کا انتظار کئے بغیر اس امتحان کے لئے جو ۴ر دسمبر ۱۹۴۱ء کو ہو رہا ہے درخواست دے سکتے ہیں۔

۹۔ امتحان مندرجہ ذیل مضامین میں ہوگا۔

	مضمون	نمبر	وقت
(۱)	حساب	۱۰۰ نمبر	وقت ایک گھنٹہ
(۲)	جنرل نالج	۱۰۰ نمبر	وقت ایک گھنٹہ
(۳)	انگلش کمپوزیشن	۲۰۰ نمبر	وقت دو گھنٹے

مزید تفصیلات اور درخواست کے فارم کے واسطے سکرٹری فیڈرل پبلک سروس کمیشن ٹکاف ہاؤس۔ دہلی کو تحریر کیا جائے۔

خاکسار محمد شریف چغتائی۔ نئی دہلی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۷ اپریل کی رات کو مسٹر چرچل نے ایک تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس میں کہا۔ کہ ہمیں ایک وحشی دشمن سے پالا پڑا ہے۔ جس نے ہمارے بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں مردوں۔ لنگڑوں اور اپاہجوں کو یکساں طور پر مصائب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس وقت لنڈن کی سرائیٹ محاذ جنگ بنا ہوا ہے۔ مگر برطانی بہادروں نے اور ہماری ائیر فورس نے جس بہادری سے ان مصائب کا مقابلہ کیا ہے۔ وہ یہ یقین دلاتی ہے کہ آخر میں ہم کامیاب ہونگے۔ لنڈن اور دوسرے شہروں کی تباہی سے میرے دل پر جو اثر ہے آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ آج ہمارے سامنے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اور ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ یا فتح حاصل کریں گے۔ یا اس امید میں اپنی ہستی فنا کر دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت فوجی اور غیر فوجی سب اپنے آپ کو محاذ جنگ پر کھڑا پاتا ہے۔ آپ نے جنرل ویول کی خدمات کا ذکر کیا۔ کہ انہوں نے بہت تھوڑی سی فوج کے ساتھ اطالویوں کے ٹڈی دل لشکر کے چھکے چھڑا دئے یونان کی مدد کرنا ناگزیر تھی۔ اور اگر ہم اس سے پہلو تہی کرتے۔ تو ہماری عزت کو سخت بٹہ لگتا۔ اور اس سے امریکہ میں ہمارا احترام بہت بڑھ گیا۔ امریکہ کی طرف سے بغیر کسی نفع یا نقصان کے لالچ کے ہمیں بیش بہا امداد مل رہی ہے۔ ہم جانتے تھے۔ کہ بلقان میں جو فوج بھیجی گئی۔ وہ بہت تھوڑی تھی۔ وہاں نہایت خوفناک واقعات ظہور میں آچکے ہیں۔ اس کے ساتھ لیبیا میں جرمن پیش قدمی توقع سے بہت زیادہ تھی۔ ہمارے سپاہی دستے مناسب مرمت کے لئے پیچھے گئے ہوئے تھے۔ کہ جرمن موٹر دستے آپہنچے اب بحیرہ روم میں سخت جنگ ہوگی ہٹلر کو برطانیہ پر فتح پانے کے لئے یا تو اس پر براہ راست حملہ کرنا ہوگا۔ یا بحیرہ اوقیانوس میں لڑائی جیتنی ہوگی۔ میں جرمنوں کی جنگی قابلیت کو کم کر کے دکھانا نہیں چاہتا۔ ہو سکتا ہے۔ بحیرہ روم میں مصر کے علاوہ اور خطرات بھی درپیش ہوں۔ جو ممکن ہے سپین اور مراکو تک پھیل جائیں۔ اور ممکن ہے روس اور ترکی کو بھی لپیٹ میں لے لیں۔ ہٹلر کی نگاہ یوکرین کے غلہ اور کوہ قاف کے تیل پر ہے۔ ہٹلر نے بحر اوقیانوس میں ہم پر حملوں کی جو دھمکی دی تھی۔ ہم ہر طرح اس کے مقابلہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے زندہ رہنا ہے۔ تو اس جنگ میں فتح پانا ضروری ہے۔ ہمارے کم و بیش دو ہزار جہاز ہر وقت سمندر میں رہتے ہیں۔ جن میں سے تین چار سو تو ضرور خطرناک علاقوں میں ہوتے ہیں۔ آخر میں آپ نے اہل برطانیہ کی ثابت قدمی اور امریکہ کی بیش قیمت امداد کا بہت شکریہ ادا کیا

لنڈن ۲۸ اپریل۔ امریکہ کے کرنل لنڈنبرگ نے ریزرو ایئر فورس سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ مسٹر روزویلٹ نے چند روز ہوئے ان پر نکتہ چینی کی تھی۔ اور کہا تھا۔ کہ وہ جنگ میں جرمنی کی فتح کے خواہاں ہیں۔

لنڈن ۲۹ اپریل مسٹر فیڈن وزیر اعظم آسٹریلیا نے آج ایک بیان میں کہا۔ کہ یونان سے انگریزی فوجوں کو واپس لانے کا کام برابر ہو رہا ہے جو فوجیں ابھی وہاں ہیں۔ دشمن ان پر بڑا دباؤ ڈال رہا ہے۔ مگر وہ بہادری سے مقابلہ کر رہی ہیں۔ ہم نقصان سے بچ نہیں سکتے۔ اس کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ مسٹر چرچل کو ان کی تقریر پر آپ نے مبارکباد کا پیغام بھیجا۔ اور کہا۔ کہ اس سے آسٹریلیا کے لوگوں کے حوصلے بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور وہ پوری طرح آپ کے ساتھ ہیں۔

لنڈن ۲۸ اپریل برطانی طیاروں نے کل رات بھر بریسٹ پر چھاپہ مارا جب سے جرمنی کے دو بڑے جنگی جہازوں نے اس میں پناہ لی ہے۔ اس پر یہ بارھواں حملہ ہے۔ ان جہازوں پر بھی بم گرائے گئے

چنگکنگ ۲۹ اپریل مسٹر روزویلٹ کا لڑکا یہاں پہنچ گیا ہے۔ اور مارشل چیانگ کائی شک کا مہمان ہے یہاں سے وہ قاہرہ جائے گا۔

الہ آباد ۲۹ اپریل۔ سر سپرو نے آج ایک بیان میں کہا کہ بمبئی کی کانفرنس گاندھی جی یا کسی اور لیڈر کی شہ پر منعقد نہیں ہوئی تھی۔ میں نے مسٹر جناح اور گاندھی جی میں سمجھوتہ کی کوشش کی تھی۔ جو ناکام رہی۔

کانپور ۲۶ اپریل۔ آج بھی یہاں اکا دکا حملوں کی چار وارداتیں ہوئیں بمبئی میں بھی ایک شخص کے ہاں چھرا گھونپا گیا۔ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ کوئی اخبار کسی ہلاک ہونے والے یا مجروح کا نام شائع نہ کرے۔

لنڈن ۲۹ اپریل یونان کے مزدوروں نے لیبر منسٹر کی معرفت آسٹریلیا کا شکریہ ادا کیا اور کہا ہے کہ انہوں نے مصیبت کے وقت ہماری بہت مدد کی ہے۔ پیغام میں لکھا ہے کہ یونانی مزدوروں کو ابھی اور قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ مگر ہم آخر وقت تک مقابلہ کرتے رہیں گے۔ یونان کا ہوائی بیڑہ برطانیہ کے ساتھ مل کر برابر لڑتا رہے گا۔ جنگ سے پہلے یونان کے پاس اٹھارہ لاکھ ٹن کے جہاز تھے۔ جن میں سے کچھ ڈوب چکے ہیں باقی برطانی بیڑہ سے مل گئے ہیں۔ ناروے کی طرح یونانی بھی تجارتی لوگ ہیں۔ اور ساری دنیا میں تجارت کرتے ہیں۔ لڑائی سے پہلے ملک کا تجارتی بیڑا بیس لاکھ ٹن کا تھا اور جرمنی کا پچاس لاکھ ٹن سکا۔ یونان میں اس وقت جو آسٹریلین فوجیں ہیں۔ وہ بڑی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ یوگوسلاویہ کے ۲۷ ہوا باز رومانیہ اور بلغاریہ سے ہوتے ہوئے یونان پہنچے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ یوگوسلاویہ کی ہوائی بیڑہ میں صرف سو جہاز تھے۔ جن میں سے تین کے سوا دشمن نے سب برباد کر دئے مگر ہم نے بھی کم سے کم سو جرمن طیارے برباد کر دئیے۔ اور ہمارے جو تین باقی بچے۔ انہوں نے ۹ اطالوی طیارے مار گرائے۔

لنڈن ۲۹ اپریل۔ بلغراد کے برطانی سفیر اور اس کے سٹاف کا تا حال کچھ پتہ نہیں لگ سکا۔ بلغراد سے وہ حکومت کے ساتھ دوسری جگہ چلا گیا تھا۔ لیکن جب حکومت ملک سے ہی بھاگ گئی۔ تو وہ ساتھ نہ جا سکا۔ اب پتہ نہیں کہاں ہے خیال ہے کہ شاید دشمن نے قید کر لیا ہے۔ امریکن لیگیشن اس کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہی ہے

قاہرہ ۲۹ اپریل۔ شمالی افریقہ میں لڑائی کی حالت بالکل ویسی ہے جیسی جنگ کے شروع میں تھی جرمنوں نے طبروق پر کئی ناکام حملے کئے۔ ہمارے قدم وہاں خوب مضبوط ہیں۔ اب جرمن اس کے آس پاس مورچے بنا رہے ہیں۔ مصر میں اس قدر زور کا ریت کا طوفان آیا۔ کہ پچاس گز سے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس لئے جرمن پیش قدمی رک گئی۔ اسی اثناء میں انگریزی مشینی دستوں کو مرمت کا موقعہ مل گیا۔ سولم کے دفاع پر زیادہ زور ہی نہیں دیا گیا تھا۔ سوموار کو برطانی طیاروں نے دشمن کے فوجیں لانے والے جہازوں پر خوب بم برسائے مغربی افریقہ میں بھی وہ اطالویوں پر لگاتار حملے کر رہے ہیں۔ ڈیسیا پر قبضہ کے وقت دو ہزار اطالوی قید کر لئے گئے ہیں۔ اس علاقہ میں راستے دشوار گذار ہیں۔ اس لئے اطالویوں کا

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی